مفتی عبدالسلام چاٹگامی ☆

# دینی تعلیم کی ضرورت اور اہمیت

## قرآن و سنت کی روشنی میں

﴿۱﴾

**نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد**

ہم نے یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ مسلمان بھی دینی تعلیم کی اہمیت اور اس کی ضرورت سے انکار کرے گا۔ خاص طور پر جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے بارے میں یہ خیال عجیب سا لگتا ہے کیونکہ نقول اور تاریخ کے لحاظ سے اور شواہد اور تجربے کے اعتبار سے بھی کسی علم کی بقا اور اس کے ارتقا کے لئے تعلیم و تعلم کو اہم اور ضروری سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً عصری علوم کی بقا اور ترقی مطلوب ہے تو عصری علوم کی تعلیم و تعلم ضروری ہے، اس کا اہتمام اس کی معاونت اور اس کے ادارے قائم کرنا لازم ہے، تسلسل بھی ضروری ہے۔ اسی طرح مذہبِ اسلام اور دین اسلام کے حوالے سے دین کی بقا، دینی علوم کی بقا ہے، اور دینی علوم کی بقا و ارتقا بغیر تعلیم و تعلم کے ناممکن ہے، بلکہ دنیوی علوم سے کہیں زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ دینی علوم کی ضرورت ہر ہر فرد کو ہے جبکہ عصری علوم ایسے نہیں ہیں، دینی علوم کے بغیر پاکیزہ زندگی ممکن نہیں۔ عصری علوم کے بغیر بھی زندگی ممکن ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو دینی علوم کی ضرورت و حاجت لازم اور اہم ہونا معلوم ہوا، لہٰذا اس کا اہتمام بھی زیادہ ہونا چاہئے نہ کہ اس کو ختم کرنے کی سعی کی جائے اور مسلمانوں کے لئے ہر حال میں دینی تعلیم ضروری ہے اور ہر عمر اور ہر شعبہ میں ضروری ہے اس کی تعلیم و تعلم کے بغیر اس کی بقا و ارتقا ممکن نہیں۔

---

☆۔ مفتی جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن کراچی

یہ مسئلہ اس لحاظ سے بدیہیات میں سے ہے اس کا انکار بدیہی چیز کا انکار ہے، کیونکہ جب سے دنیا بنی ہے اور حضرت آدمؑ کو دنیا میں بھیجا گیا ہے تب سے لاکھوں انبیا علیہم السلام اور رسول آئے ہیں کتابیں آئی ہیں سب نے یہی بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی خلقت کو بے مقصد پیدا نہیں کیا بلکہ خاص اور اونچے مقصد کے لئے پیدا کیا ہے۔ قرآن میں ہے:

اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ مَّا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّی وَ اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ لَکٰفِرُوْنَ ○ (۱)

کیا یہ لوگ دھیان نہیں کرتے اپنے جی میں کہ اللہ نے جو بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ اس کے بیچ میں ہے بے مقصد نہیں، بلکہ خاص مقصد کے تحت پیدا کیا ہے اور وقت مقررہ تک کے لئے پیدا کیا ہے لیکن لوگوں کی اکثریت اپنے رب سے ملاقات کو نہیں مانتی۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ (۲)

ہم نے آسمان اور زمین کو بغیر کسی حکمت کے نہیں پیدا کیا اور قیامت بے شک آنے والی ہے۔

یعنی دنیا کو اس لئے پیدا کیا کہ کون یہاں پر اللہ کو مانتے ہوئے اس کی اطاعت کرتا ہے اور کون انکار کرتے ہوئے نافرمانی کرتا ہے۔ اس کا اہتمام کیا جائے تاکہ ہر ایک کو بدلہ ملے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا بَاطِلًا ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ، اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ کَالْفُجَّارِ ۔ (۳)

ہم نے نہیں بنایا آسمان اور زمین کو اور جو ان کے بیچ میں ہے نکما، یہ خیال ہے ان کا جو کافر اور منکر ہیں۔ سو خرابی ہے ان منکر اور کافروں کے لئے آگ سے، کیا ہم کریں گے ایمان والوں کو جو نیکیاں کرتے ہیں برابر ان کے جو زمین میں فساد

کرتے ہیں کیا ہم کریں گے اللہ سے ڈرنے والوں کو برابر ڈھیٹ لوگوں کے، یعنی قیامت قائم ہوگی عدل وانصاف سے ہر ایک کو بدلہ ملے گا۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنَا كُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ○ (۴)

سو کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بنایا کھیل کو اور تم ہمارے پاس لوٹ کر نہ آؤ گے؟

تو مذکورہ آیات اور نصوص سے معلوم ہوا کہ اس کائنات کو اللہ تعالیٰ نے کس لئے پیدا کیا ہے اور آسمانی کتاب کے ذریعے اللہ نے یہ بھی بتادیا ہے کہ ساری کائنات کو اور اس کے اندر تمام اشیا کو انسانیت کی خدمت کے لئے پیدا کیا ہے۔

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا۔ (۵)وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَافِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ۔ (۶)

وہی اللہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین اور زمینی تمام چیزوں کو پیدا کیا۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کو اپنی طرف سے اور کام میں لگادیا تمہارے۔

مقصد یہ ہے کہ آسمان وزمین کی اتنی بڑی خلقت کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے واسطے پیدا کیا ہے۔ اس کے فائدے اور اسی کی خدمت کے لئے پیدا کیا ہے۔ آسمان اور زمین، آسمانی اور زمینی چیزیں انسانی خدمت میں لگی ہوئی ہیں، سورج بھی، چاند بھی، زمین بھی، دوسری اشیا بھی۔ پھر انسان کو کس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس سوال کا جواب بھی اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے ذریعے آسمانی کتابوں کے ذریعے بتادیا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ○ (۷)

میں نے جن اور انسان کو اپنی عبادت اور بندگی کے لئے پیدا کیا ہے، کسی اور چیز کے لئے پیدا نہیں کیا۔

بعد کی آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور بندگی سے میرا مقصد میری خدمت اور میرے واسطے رزق تیار کرنے کے لئے کام کرنا نہیں بلکہ بندگی وعبادت کا فائدہ اسی جن اور انسان ہی کو ملے گا اس میں کچھ میرا فائدہ مقصود نہیں ہے۔ کیونکہ مجھے رزق کی حاجت نہیں نہ کسی خدمت کی

ضرورت ہے بلکہ انسانوں کو اور انسان کے سوا ان کے لئے پیدا کی جانے والی بے شمار مخلوق کو بھی میں ہی رزق دیتا ہوں، تو خلاصہ یہ نکلا کہ اللہ نے اس دنیا میں جن اور انسان کو اپنی بندگی اور اپنی عبادت کرنے کی غرض سے پیدا کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی پیدائش ہی اس لئے ہے کہ حق تعالیٰ کی بندگی کرے، لہٰذا سب انسان از روئے قانون الٰہی شروع ہی سے اس کے پابند ہیں کہ وہ اپنے رب کی عبادت کریں، اسی کی اطاعت کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ انسان کا رب ہے ان کا خالق و مالک ہے، ساری کائنات کی تخلیق انسانی خدمت کے لئے فرمائی ہے اس کے علاوہ اس پر اللہ کے بے شمار احسانات ہیں جن کا تقاضا یہ ہے کہ سب انسان اپنے رب اور معبودِ حق کی عبادت کریں، اس کی عبادت اور اطاعت سے سر تابی نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی خلقت و فطرت میں یہ استعداد رکھ دی ہے کہ وہ اپنے اختیار سے اللہ تعالیٰ کی بندگی کی راہ پر چلنا چاہے تو چل سکے، صراطِ مستقیم پر چل کر اپنے رب سے مل سکے جس جنت سے اسے دنیا میں امتحان کے لئے بھیجا گیا ہے وہ اللہ کی بندگی و عبادت کر کے دوبارہ اس جنت میں جا سکے اور ساتھ ساتھ اس کو یہ بھی بتا دیا ہے کہ اسے عبادت و بندگی پر مجبور نہیں کیا جائے گا، زبردستی نہیں کی جائے گی۔ حق تعالیٰ نے فرمایا:

اَنُلْزِ مُکُمُوْهَا وَ اَنْتُمْ لَهَا کَارِهُوْنَ ○ (۸)

کیا ہم اسے تمہارے ذہن میں زبردستی ڈال سکتے ہیں جبکہ تم اس (حقیقت کو تسلیم کرنے) سے بیزار ہو رہے ہو۔

کیونکہ دنیا میں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ اس کا امتحان کیا جائے کہ دنیا اور متاعِ دنیا کے باوجود انسان اللہ کی بندگی کرتا ہے اور دنیا اور متاع دنیا میں پھنس کر اللہ اور اس کی بندگی سے سر تابی کرتا ہے۔ ہر دونوں صورت کے انجام اور نتیجے سے بھی اللہ نے اپنی کتاب اور نبیوں کے ذریعے بتا دیا ہے، کوئی چیز مخفی نہیں رکھی،

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ○ (۹)

اور اللہ نے آسمان اور زمین کو جیسا چاہیئے تھا بنایا تا کہ بدلہ پائے ہر کوئی اپنی کمائی کا اور ان پر ظلم نہ ہو گا۔

اِنَّہٗ یَبْدَاُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ۔ (۱۰)

اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر موت کے بعد اس کو دوبارہ زندہ کریں گے تاکہ بدلہ دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے عدل وانصاف کے ساتھ۔

ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّ مِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ O (۱۱)

وہی ہے جس نے تم کو بنایا پھر کوئی تم میں منکر ہے اور کوئی تم میں ایماندار اور اللہ باخبر ہیں جو کچھ تم کرتے ہو اس سے۔

وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ وَیَعْمَلْ صَالِحاً یُّکَفِّرْ عَنْہُ سَیِّئَاتِہٖ وَ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خَالِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا ذٰالِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ O وَ اَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اُوْلٰئِکَ اَصْحَابُ النَّارِ خَالِدِیْنَ فِیْھَا وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ O (۱۲)

اور جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور کرے نیک کام، اتار دے گا اس سے برائیاں (اور معاف کر دے گا گناہ) اور اس کو جنت میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے، اور جو لوگ منکر اور کافر ہوئے اور جھٹلایا انہوں نے ہماری آیتوں کو وہ لوگ ہی دوزخ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

یعنی کافر دنیا میں اللہ کے دین کے منکر ہوئے اور اللہ کی بندگی کی بجائے نافرمانیاں کیں اور خوب مزے اڑائے، اللہ کی حدود کی کوئی رعایت نہیں کی لہٰذا انہیں اپنی کمائی کا بدلہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عذاب اور سزا کی صورت میں ملے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اور ایماندار اللہ پر ایمان لائے اور دینِ الٰہی کو تسلیم کر کے اس پر عمل کیا، تکالیف اٹھائیں، مشقتیں برداشت کیں مصائب اور مشکلات میں صبر و استقلال سے کام لیا تو اللہ تعالیٰ ان کے ایمان واعمال کا بدلہ دے گا، انہیں جنت اور جنت کی نعمتیں عطا فرمائے گا۔

یہ سب تفصیلات تمام نبیوں کے ذریعے، تمام آسمانی کتابوں کے ذریعے اللہ نے انسان کو بتائی ہیں، قرآن کریم نے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی تصدیق کی، انہی کی تعلیمات اور ہدایات کے واسطے اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں انبیا علیہم السلام و رسول بھیجتے رہے، پھر لوگوں میں بعض ایمان لائے اور بعض نے انکار کیا، وعظ و نصیحت سے جب کام نہیں بنا اللہ نے منکروں کو عذاب کے ذریعے ہلاک کیا اور ایمانداروں کو کسی قسم کا نقصان نہ ہونے دیا، عذاب سے بچالیا، یہ سلسلۂ تعلیم و تبلیغ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور جب ان میں نافرمانیاں بڑھیں اور شرک و کفر تک شروع ہوا تو ان کی اولاد میں سے اللہ نے اپنے بندے حضرت نوح علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا۔

حضرت آدم علیہ السلام کو جب زمین میں خلیفہ بنا کر بھیجا گیا تھا اسی وقت اللہ تعالیٰ نے تمام اولاد آدم کے لئے یہ اصول بتا دیا تھا کہ دنیا میں جانے کے بعد اللہ کی جانب سے آسمانی ہدایات آئیں گی انہی ہدایات کو سیکھنا اور سکھانا اور ان پر ایمان لانا اور ان پر عمل کرنا ہر ایک اولاد آدم پر ضروری اور لازم ہے۔ جو ان ہدایات و تعلیمات پر ایمان لائے گا، عمل کرے گا اس کے لئے دوبارہ میرے پاس آنے کے بعد کچھ خوف و خطرہ نہیں ہوگا، نہ کسی غم و پریشانی کی بات ہوگی اور سیدھا جنت میں جائے گا۔ لیکن جو ان ہدایات کے برخلاف کفر و شرک کرے گا، اللہ تعالیٰ کی ہدایات و تعلیمات کا انکار کرے گا تو وہ سیدھا جہنم میں جائے گا، اور ہمیشہ ہمیشہ تکلیف اور مصیبت میں رہے گا۔

فَاَمَّا یَاْتِیَنَّـکُمْ مِنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ وَالَّـذِیْنَ کَفَرُوْا وَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○ (۱۳)

غرض دستور الٰہی کا یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام سے شروع ہوا، وقفے وقفے سے نبی اور رسول آتے رہے، انسانی ہدایات کے لئے آسمانی، صحیفے نازل ہوتے رہے، کتابیں نازل ہوتی رہیں، ان ہدایات و احکامات کی تعلیم و تعلم کا سلسلہ بھی جاری و ساری رہا یہ چیزیں ایسی ہیں جو مسلمانوں کے لئے بالکل واضح ہیں، ان میں کوئی چیز مخفی نہیں جیسے آفتاب و ماہتاب کی روشنی واضح ہے کسی حجت اور دلیل کی ضرورت نہیں اسی طرح دین الٰہی کی تعلیم و تعلم کا بھی انسان کے لئے ضروری ہونا واضح ہے جس کے لئے کسی دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر ہر نبی اپنے اپنے زمانے میں آسمانی ہدایات و احکامات لے کر آئے اور ان کی تعلیم و تبلیغ کا سلسلہ جاری فرمائے بغیر اللہ نے کسی نبی کی قوم کو ہلاک نہیں کیا نہ انہیں عذاب یا سزا دی بلکہ دینی تعلیم و تبلیغ کے

بعد اگر انہوں انکار کیا پھر اللہ کا عذاب آیا اور اللہ نے انہیں ہلاک کیا۔

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَکَ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ قَالَ یَا قَوْمِ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ○ اَنْ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاتَّقُوْہُ وَ اَطِیْعُوْنِ ○ یَغْفِرْلَکُمْ مِّنْ ذُنُوبِکُمْ وَیُؤَخِّرْکُمْ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی ط اِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ ط لَوْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (۱۴)

ہم نے بھیجا نوحؑ کو رسول بنا کر اس کی قوم اور برادری کی طرف، اور اس سے کہا، ڈرا اپنی قوم کو اس سے قبل کہ پہنچے ان پر عذاب دردناک میرا۔ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم کو ڈر سناتا ہوں اللہ کی طرف سے کھول کر کہ بندگی کرو اللہ کی اور اس کی نافرمانی سے ڈرو، میری باتوں کو مانو تاکہ اللہ تم کو اور تمہارے گزشتہ سب گناہوں کو بخش دے اور تمہیں مہلت دیدے مقررہ وقت تک جو وعدہ کیا ہے اس نے، پھر جب وعدہ کے مطابق مقررہ وقت آئے گا پھر اس میں ڈھیل اور مہلت نہ ہوگی، لہٰذا اگر تمہیں سمجھ ہے تو میری ان باتوں کو تسلیم کر کے اللہ کی عبادت کرو اور اس کی نافرمانی چھوڑ دو۔

ان آیات کا معنی و مفہوم بالکل واضح ہے اس کی تشریح یہ ہے کہ حضرت آدمؑ کے بعد ایک عرصہ دراز تک ساری امت ایک ہی دین ایک ہی مذہب اسلام پر قائم تھی مگر حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں لوگوں نے اللہ کے ساتھ دوسری چیزوں کی عبادت کرنا شروع کر دی، اللہ کے ساتھ دوسری مخلوق کو شریک ٹھہرانے لگ گئے، اس کی دوسری نافرمانیوں میں لگ کر خدا کے دین و مذہب کو چھوڑ دیا۔ اللہ نے دنیا میں آنے سے قبل جو وعدہ لیا تھا وہ بھول گئے، تو اللہ نے اپنے دستور کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام کو ان کے پاس رسول بنا کر بھیجا، انہوں نے اپنی قوم کو پیغامِ الٰہی پہنچایا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدہ اور میثاق کو یاد دلایا اور سابق نبیوں کی ہدایات و تعلیمات کا ذکر کیا اور اللہ نے ان کے لئے جو نئی ہدایات و احکامات دیئے وہ بھی بیان کئے، وہ اپنی قوم کو راہ راست پر لانے کے لئے تعلیم و تعلم اور تبلیغ کی تمام صورتوں کو اختیار کرتے رہے اور ساڑھے نو سو سال تک ان کو تعلیمات الٰہی سے آگاہ کرتے رہے، مگر گنے چنے چند افراد کے سوا تمام قوم اپنے کفر و شرک میں

اور اللہ اور رسول کی نافرمانیوں میں جمے رہے، بلکہ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی تعلیمات کو جھٹلایا، ان کو ایذائیں پہنچائیں اور ان کو قتل کرنے اور مارنے کی دھمکیاں دیں۔ جب حضرت نوح علیہ السلام بالکل مایوس ہوگئے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اے اللہ! یہ قوم تو ہدایت کی طرف آنے کی بجائے گمراہی کی طرف جارہی ہے، دین کی طرف آنے کی بجائے دین سے دور ہوتی جارہی ہے، میں نے ہر قسم کی کوشش کرکے ان کو آسمانی ہدایات و احکامات کا پابند بنانے کے لئے جدوجہد کی، لیکن میری کوششیں اور کاوشیں ان کے حق میں ناکام ہوئیں، یہ تیرے بندے ہیں تو ہی بہتر جانتا ہے ان سے کیا معاملہ کیا جائے۔

اللہ نے حضرت نوح علیہ السلام کو تسلی دی کہ تیری قوم میں سے اب اور کوئی فرد ایمان نہیں لائے گا، ان پر کفر کی مہر لگ چکی ہے تم صبر کرو عنقریب میرا عذاب آئے گا، ان کو سخت سزادی جائے گی، ان کو ہلاک کیا جائے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ سے کہا پھر ان میں سے کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑا جائے سب کو عبرت کی سزادی جائے کیونکہ ایسے کافر سے جو اولاد ہوگی وہ بھی ایسی ہی ہوگی، اللہ نے نوح علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور حضرت نوح علیہ السلام سے فرمایا ایک کشتی بڑی بناؤ جس میں تمہارے سب ساتھی اور تمہاری ضرورت کا سامان، ضرورت کے سارے جانور، پرندے اور ہر قسم کے کھیت و زراعت کے اناج و پودے وغیرہ سب آسکیں۔ جبرئیل (علیہ السلام) تمہاری رہنمائی کریں گے تم وقت مقررہ کے اندر کشتی تیار کرلو حضرت نوح علیہ السلام نے جب کشتی تیار کرلی تو اللہ کے حکم سے زمین کے نیچے سے پانی ابلنا شروع ہوگیا اور اوپر سے بھی پانی برسنا شروع ہوا، حضرت نوح علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ساتھ تمام ضروری جانور اور پرندے اور سامان لے کر کشتی میں سوار ہوگئے، طوفان شروع ہوا، سیلاب کے پانی اور طوفان سے سارے منکرین کفار غرق ہوگئے، ایک بھی نہیں بچا۔ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے پیروکار سب اللہ کے حکم سے بچ گئے۔

اللہ نے فرمایا:

فَاَنْجَیْنٰهُ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْ بِاٰیٰتِنَا ؕ
اِنَّهُمْ كَانُوْ قَوْمًا عَمِیْنَ ۝ (۱۵)

غرض یہ کہ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر نبی علیہ السلام کے زمانے تک جب بھی قوم میں کفر و شرک اور دوسری نافرمانیوں کا غلبہ ہوا تو اللہ تعالیٰ وقفے وقفے سے آسمانی ہدایات و تعلیمات کو دے کر رسول بھیجتے رہے، نبی بھیجتے رہے، نبی و رسول اور ان کے پیروکار تعلیم و تبلیغ کے

ذریعے منکروں کو نافرمانوں کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کرتے رہے، لیکن گنے چنے افراد کے سوا، قوم کی اکثریت نے آسمانی ہدایات کا انکار کیا، نبی و رسول کی تعلیمات کا انکار کیا، ان کا مذاق اڑایا اور ان کو ایذائیں دیں پھر اللہ کے دستور کے مطابق منکرین پر عذاب نازل ہوا اور اللہ نے اپنے نبی و رسول اور ان کے پیروکاروں کو بحفاظت نجات دیدی۔

طوفان نوح کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول نوح علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں کو دنیا میں پھر سے آباد کیا، یہ لوگ ایک زمانے تک حضرت نوح علیہ السلام کے دین اور دینی تعلیمات پر رہے، روئے زمین پر ایک اللہ کی عبادت ہوتی رہی لیکن حضرت نوح علیہ السلام کے بعد مرورِ زمانہ سے لوگوں میں پھر تغیر آیا کیونکہ ان کے ہاتھ میں دولت بہت آ گئی تھی، دنیا کے ساز و سامان وافر مقدار میں آ گئے تھے جس کی وجہ سے ان میں بدبخت بد دین لوگ پیدا ہوتے گئے۔ اللہ کی زمین پر اللہ کی حکومت قائم ہونے کی بجائے بد دین اور بد بختوں، نافرمانوں کی حکومت قائم ہو گئی، خدا کے منکرین کا غلبہ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نظام ہدایت و تعلیمات کے تحت ان کو ڈرانے کے لئے دوسرے رسول بھیجے اور ان رسولوں کے ذریعے اپنی مہربانی سے انہیں پھر دینی تعلیم و تبلیغ کا سلسلہ جاری فرمایا حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

> وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ○ قَالَ یَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اَفَلاَ تَتَّقُوْنَ ○ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ اِنَّا لَنَرَاكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّ لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِیْنَ ○ قَالَ یَا قَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِنْ رَّبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ اُبَلِّغُكُمْ رِسَالٰتِ رَبِّیْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ○ (۱۴)
>
> نوحؑ کے بعد ہم نے پھر قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو رسول بنا کر بھیجا، انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی، تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں۔ قومِ عاد کے سرداروں نے جو ان میں کافر تھے کہا اے ہود ہم تو تجھ کو بے عقل دیکھتے اور ہم تجھ کو جھوٹا گمان کرتے ہیں۔ ہودؑ نے جواب دیا اے میری قوم میں بالکل بے عقل نہیں ہوں لیکن میں اللہ رب العالمین کی جانب سے بھیجا ہوا رسول ہوں، تم کو

اپنے رب کے پیغاماتِ ہدایات پہنچاتا ہوں میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور اطمینان کے لائق ہوں۔

حضرت نوح علیہ السلام کے بعد حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو احکام الٰہی کے تحت اپنے رب کی ہدایات و تعلیمات کو پہنچایا اور ان کے اندر جو برائیاں پیدا ہوگئی تھیں ان کو دور کرنے کی سعی بلیغ فرمائی۔ ان سے ناصحانہ انداز میں فرمایا دیکھو! منکروں کو ہلاک کرنے کے بعد اللہ نے تم کو زمین کا وارث بنا دیا، تمہارے آباؤ اجداد زمین میں خلیفہ ہوئے تم کو جسمانی قوت اور ڈیل ڈول کے اعتبار سے بھی بڑے درجے دیئے، مال و دولت کے اعتبار سے بھی تم کو اونچا کر دیا، اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو دیکھ کر تمہیں چاہئے کہ تم نصیحت حاصل کرو، عبرت حاصل کرو، خدا کے ساتھ شرک و کفر اور نافرمانی کو چھوڑ دو، ایک خدا کو تسلیم کرو، اس کی تعلیمات پر عمل کرو، اسی کی بندگی کرو، ورنہ تمہارے اوپر اللہ کا عذاب آئے گا، تو قوم نے رسول کے جواب میں کہا اے ہودؑ! تم ہمیں ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دیتے ہو اور ایک اللہ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی ہدایت دیتے ہو، جبکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو کئی خداؤں کی عبادت و بندگی کرتے ہوئے دیکھا ہے لہٰذا ہم تو تمہاری بات کو نہیں مانیں گے، اگر تمہیں اصرار ہے کہ تم سچے رسول ہو تو جس عذاب کی وعید اور دھمکی دے رہے ہو، اسے لے آؤ لیکن ہودؑ نے ان کو بارہا سمجھایا کہ ایسا مت کرو، اللہ کی وحدانیت و ربوبیت اور معبودیت کو تسلیم کرو اور اس کی تعلیمات و ہدایات پر عمل کرو، ورنہ اللہ کی طرف سے شدید عذاب آئے گا اور تمہیں سخت سزا دی جائے گی اور عذاب جب آئے گا پھر کسی کو نہیں چھوڑے گا اور اس وقت اگر تم ایمان بھی لاؤ گے تو بھی اس کا اعتبار نہیں ہوگا لیکن قوم ہودؑ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہی پھر جب رسول بالکل مایوس ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بتا دیا کہ اب کوئی ایمان لانے والا نہیں، لہٰذا تم اور تمہارے ماننے والے اس جگہ کو چھوڑ دیں اور دوسری جگہ چلے جائیں ان پر عذاب آئے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے منکرین کو ہلاک کر دیا اس بارے میں حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَ اَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝ (۱۷)

اور قوم عاد جو تھے وہ برباد ہوئے، تیز تند طوفانی ہوا سے جو کسی کے قابو میں نہ تھی جس کو اللہ نے سات رات اور آٹھ دن تک لگاتار مقرر کر دیا تھا پھر تو اگر ان

لوگوں کو اس (آندھی) میں دیکھتا تو ان کو ایسا گرا ہوا پاتا جیسے کھجور کے کھوکھلے تنے پھر کیا تو نے دیکھا ان میں کوئی بچا ہے یعنی سب کے سب ہلاک ہوگئے۔

ان منکرین دین، اور منکرین احکامات الٰہی پر اللہ کی جانب سے مسلسل سات رات اور آٹھ دن طوفانی آندھی آئی جس سے سارے کفار ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے، ان کا مال و دولت اور ان کی جسمانی طاقت کچھ کام نہ آئی۔ یہ نتیجہ تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کا جو انہوں نے دیکھ لیا، غرض یہ کہ اس طرح کا سلسلہ تعلیم دین و تعلیم احکام، رسولوں اور نبیوں کے ذریعے ہمیشہ چلتا رہا، اور ہمیشہ ایسا ہی ہوا کہ جنہوں نے دین اور دینی تعلیم کو قبول کیا اس کو مانتے ہوئے زندگی گزاری وہ کامیاب ہوئے اور جنہوں نے دینِ الٰہی اور تعلیمات نبی کا انکار کیا اس کی راہ میں مانع بنے وہ تباہ و برباد ہوئے، حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَۃٍ مِّنْ نَبِیٍّ اِلاَّ اَخَذْ نَا اَھْلَھَا بِالْبَاْسَاءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّھُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ○ (۱۸)

ہم نے جب بھی کسی قریہ یا شہر میں رسول بھیجا مگر قریہ اور شہر والوں کو (جو ایمان نہ لائے) تکلیف اور مصیبت میں مبتلا کیا تاکہ وہ گڑگڑائیں۔

ہم نے شروع شروع میں مختلف طریقوں سے ان کا مواخذہ کیا بطور تنبیہ ان پر بعض سختیاں کیں تاکہ وہ نافرمانی چھوڑ دیں میری راہ کی طرف لوٹ آئیں لیکن جب مسلسل نافرمانی میں رہے تو ہم نے یہ بھی کر کے دیکھا کہ ان پر نعمتوں کی بارش برسائی، ان کی ساری تکالیف دور کر دیں ان کے حال کو بہتر بنا دیا تاکہ وہ میری اور میرے رسول کی اطاعت کریں ان کی تعلیمات پر عمل کریں لیکن اس طریقے پر نعمتوں کی وجہ سے بھی وہ نافرمانیوں سے باز نہیں آئے بلکہ ان کے انکار، تکبر اور غرور میں اضافہ ہوا تو ہم نے اچانک ان پر ایسے عذاب نازل کئے جن سے وہ سب کے سب نیست و نابود ہوگئے اور ان کو پتہ تک نہ چلا کہ عذاب کیسے آئے، کہاں سے آئے۔

فَاَخَذْنٰھُمْ بَغْتَۃً وَّ ھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ○ (۱۹)

پس ہم نے پکڑا ان کو اچانک وہ اس سے بے خبر تھے۔

بنی اسرائیل دنیا میں مشہور قوموں میں ایک قوم ہے جو کہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد، حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام سے شروع ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے زمانے میں پوری دنیا پر برتری دی تھی، دینی و دنیوی نعمتوں سے مالا مال کر دیا تھا لیکن ان میں

بھی اکثریت نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے سبب اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نافرمانیاں کیں، اللہ کی کتابوں کا اور تعلیمات الٰہی کا انکار کیا، رسولوں اور نبیوں کی پیروی کرنے سے انکار کر دیا بلکہ ان کا مذاق اڑایا، بعض کو قتل تک کیا۔ جس کے نتیجے میں ان کی بے شمار قوموں پر عذاب نازل ہوا وہ دنیا سے فنا ہوئے اور ان میں سے جو رسولوں اور نبیوں پر ایمان لائے، وحی الٰہی، آسمانی کتابوں اور صحیفوں پر ایمان لائے انبیا کی پیروی میں زندگی گزاری، اللہ نے ان کو نجات دی، ان کو دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے مالا مال کیا، جنھوں نے انکار کیا ان کو اللہ نے عذاب دے کر ہلاک کیا۔ یہاں پر بطور مثال صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون و قوم فرعون کا ذکر کیا جاتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَاۡئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ O (۲۰)

ہم نے ان رسولوں اور نبیوں کے بعد موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا لیکن انہوں نے میری نشانیوں کا انکار کیا، میرے رسول کے منکر ہوئے پھر ان مفسدین کا کیا انجام ہوا دیکھ لو۔

اللہ تعالیٰ نے فرعون اور قوم فرعون کو یکدم ہلاک نہیں کیا بلکہ وقفہ وقفہ سے ان کے انکار پر بعض مصائب اور بلیات نازل فرمائیں تاکہ وہ انہیں دیکھ کر توبہ کرلیں، ایمان لے آئیں مگر بار بار انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ توبہ اور ایمان کے وعدے سے مصائب اور بلیات کو اپنے آپ سے ہٹا تو لیا لیکن ایمان نہ لائے۔ جب ان کی مسلسل وعدہ خلافی سے دنیا کے سامنے یہ ظاہر ہو گیا کہ یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں، نہ حضرت موسیٰ کی رسالت کو تسلیم کرنے والے ہیں نہ ان گناہوں کو چھوڑنے والے ہیں جن میں وہ مبتلا تھے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ایمان لانے والے بنی اسرائیل سے فرمایا آپ لوگ مصر سے چلے جائیں ہم ان منکرین پر عذاب نازل فرماتے ہیں اور ان کو نیست و نابود کر دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب ایماندار بنی اسرائیل کے ساتھ راتوں رات چلے گئے تو بنی اسرائیل کے پیچھے پیچھے فرعون اور فرعونی قوم بھی ان کی تلاش میں نکلی، حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل دریائے نیل عبور کرنے کی سوچ میں تھے، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ دریائے نیل میں اپنی لاٹھی ماریں، اس سے خشک راستے بن جائیں گے۔ ان راستوں سے آپ لوگ گزر جائیں آپ کو اور آپ کے متبعین کو دریا

میں کچھ نقصان نہ ہوگا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور بارہ راستے بن گئے، بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سرپرستی میں دریائے نیل عبور کر کے سلامتی کے ساتھ دوسری طرف چلے گئے، فرعون اور فرعونی قوم نے جب دیکھا کہ دریائے نیل میں خشک راستے بن گئے تو متفکر ہوئے کہ یہ کیسے ہوا آخر انہوں نے بھی انہی خشک راستوں سے دریا کو عبور کرنے کا فیصلہ کیا جن سے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے لوگ گزرے تھے۔ یہ بات ان کے دل میں اللہ نے اس لئے ڈال دی ہوگی کہ ان کو دریا میں غرق کرنا قضائے الٰہی میں فیصلہ ہو چکا تھا تو یہ لوگ کیسے اس سے بچتے۔ جب یہ لوگ دریا میں اترے اور سب کے سب دریا کے بیچ میں آگئے تو اللہ نے دریا کو حکم دیا کہ سب کو غرق کر دیا جائے دریا کے پانی آپس میں مل گئے راستے ختم ہوگئے، فرعون اور فرعونی قوم سب کے سب غرق ہوگئے۔

فَاَخَذْنَاهُ فَنَبَذْنَا هُمْ فِي الْيَمِّ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِيْنَ ○ (۲۱)

فرعون اور فرعونیوں کی مسلسل نافرمانیوں کی بنا پر ہم نے ان کا مواخذہ کیا اس کو اور اس کے لشکروں کو دریائے نیل میں پھینک دیا، پس دیکھ لیں کیا انجام ہوا ان ظالموں کا۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا نظام شروع سے یہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ انسانوں کی بھلائی اور رہنمائی کے لئے دین الٰہی کی تعلیمات کا انتظام فرماتا رہا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی اسی دین حق کی ہدایات دے کر ان کی تعلیمات کے لئے فرعون اور فرعونیوں کے پاس بھیجا۔ جب انہوں نے ماننے کی جگہ روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کا ایسا مواخذہ کیا کہ بعد والی نسل انسانی بھی اس سے نصیحت حاصل کر سکے، غرض یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے نبی علیہ السلام تک جتنے رسول اور نبی دنیا میں اللہ تعالیٰ نے بھیجے سب کا مقصد ایک ہی تھا کہ دنیا میں بسنے والے انسانوں کو بتائیں کہ دنیا انسان کے لئے ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ ہمیشہ رہنے کی جگہ آخرت ہے۔ اللہ تعالیٰ جو کہ خالق کائنات، اور خالق انسان ہے، وہ اپنی ذات و صفات میں یکتا ہے دوسرا کوئی اس کے ساتھ شریک نہیں ہے اور ان کو یہ تعلیم دیں کہ دنیا میں رہ کر اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے تحت زندگی گزارنی ہے اور تمام رسولوں اور نبیوں کی تعلیمات کے تحت ان کی اتباع اور پیروی کر کے دنیا سے جانا ہے۔ ایسا کرنے سے ان کی آخرت کی زندگی بہتر ہوگی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں

رہیں گے ورنہ ان کی آخرت کی زندگی خراب و برباد ہوگی اور ابد الآباد کے لئے جہنم میں رہنا پڑے گا، لہٰذا اب تک جنہوں نے رسولوں اور نبیوں کی تعلیمات کے تحت اللہ تعالیٰ کی ہدایات و احکامات اور انبیا کی تعلیمات پر عمل کیا اور دنیا سے گزر گئے وہ کامیاب ہوئے اور جنہوں نے انکار کیا، تکبر کیا، وہ ہلاک ہوئے۔

انہی دینی ہدایات و تعلیمات کی آخری کڑی خاتم الانبیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت اور آخری کتاب، قرآن حکیم کی تعلیمات ہیں جو کہ تمام ادیانِ سابقہ کے مقابلے میں جامع و مانع اور کامل ترین دین ہے اور تمام مذاہب کے مقابلے میں افضل و اعلیٰ ترین مذہب ہے۔

ویسے تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسانوں کو جتنی نعمتیں ملی ہیں سب ایک سے بڑھ کر ایک ہیں۔

**وَمَابِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۔ (۲۲)**

اور جملہ نعمتیں اسی کی ہیں۔

اور ان سب نعمتوں کا شکر انسان کیسے ادا کرے گا جبکہ انسان ان کا اگر شمار کرنا چاہے تو ان کا شمار تک نہیں کر سکے گا۔

**وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۔ (۲۳)**

اللہ تعالیٰ نے انسان کو کتنا خوبصورت بنایا۔ اور اس کو کان، ناک، آنکھ، دانت، منہ، زبان، بے شمار چیزیں دیں پھر ان میں جو طاقتیں رکھی ہیں، عقل دی ہے، پھر انسان کو دل و دماغ دیا ہے۔ یہ سب نعمتیں ایسی ہیں کہ ساری زندگی انسان ان کا شکر ادا کرنے میں لگا رہے تو کسی ایک نعمت کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ پھر انسان کے لئے جب تک وہ دنیا میں رہے اس کے جسم کی بقا اور حفاظت کے لئے غذا اور پانی کا انتظام فرمایا انہیں چیزوں کو استعمال کرنے کے لئے ساری کائنات کو اس کے تابع اور مسخر بنا دیا ہے، غرض اللہ تعالیٰ کی ظاہری و باطنی نعمتوں میں انسان غور کرے تو انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے۔

ان سب نعمتوں کے اوپر اور اس سے بڑھ کر جو نعمت اللہ تعالیٰ نے انسان کو دی ہے وہ دین و مذہب کی نعمت ہے اور اس سے مراد یہ کہ انسان دنیا میں رہے تو انسانی زندگی کے ساتھ رہے حیوانی زندگی نہ گزارے اسی دین کے ذریعے اس کو معلوم ہوا کہ اس کے عقائد اور نظریے کیسے

ہوں، اس کے اعمال کیسے ہوں، انسان کے اخلاق و آدابِ زندگی کیسے ہوں، پھر دین و مذہب کی جو کتاب اور دستور اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور اس کی تعلیمات و تشریحات کے لئے وقفے وقفے سے رسولوں کو اور نبیوں کو بھیجا گیا ہے یہ دینی نعمت انسان کے لئے تمام نعمتوں سے بڑھ کر اور افضل ترین نعمت ہے۔ یہ نعمت بھی اللہ تعالیٰ نے بغیر مانگے انسانوں کو دی ہے۔ **سبحانك ما اعظم شانه** اور سب سے آخر میں امت محمدیہ کو جو نعمتیں دیں، جو رسول عطا کیا جو کتاب عنایت کی، وہ سب سے اونچی اور بلند ترین کتاب اور تمام آسمانی کتابوں کے مقابلے میں جامع ترین کتاب قرآن کریم ہے اور جو رسول عطا کیا وہ تمام نبیوں اور رسولوں کا سردار ہے۔ سبحان اللہ کیا ٹھکانہ ہے اللہ کی نعمتوں اور رحمتوں کا، بس اللہ تعالیٰ نے ان سب حقائق کو یوں بیان فرمایا:

**اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ (۲۴)**

اللہ بہت بڑا رحمان ہے، اس نے بلند ترین انسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور امت محمدیہ کو قرآن کی تعلیم دی ہے۔ اور اس کو پیدا بھی اسی نے کیا ہے اور اسی کو بیان کرنے کی تعلیم و صلاحیت بھی، اس نے دی ہے۔ لہٰذا ان نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہم انسانوں پر واجب ہے۔ ہم نے گزشتہ صفحات میں لکھا ہے کہ یہ سب کے سب اس کے انعامات و احسانات ہیں کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو بنا کر دنیا میں بھیجا ہے اسی وقت سے ان عظیم نعمتوں کا سلسلہ شروع ہوا ہے اس وقت سے دین و مذہب اور اس کی تعلیمات کا سلسلہ جاری و ساری ہے اور سلسلۂ دین و مذہب کی تکمیل، دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی ہے اور تا قیامت یہی دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم رہے گا، اسی کی تعلیمات رہیں گی۔ حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں:

**اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ (۲۵)**

آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے تمہارا دین اور پوری کر دی تمہارے اوپر اپنی نعمتِ اور میں نے تمہارے واسطے دین اسلام کو پسند کیا۔

**وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ۝ (۲۶)**

جو کوئی چاہے سوا دین اسلام کے اور کوئی دین، سو اس سے ہر گز قبول نہ ہو گا وہ

آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے تو اس امت پر احسان عظیم کیا ہے کہ دین اسلام جیسا کامل ترین اور افضل ترین مذہب عطا فرمایا جس دین و مذہب کے اندر ضرورت کی تمام چیزوں کی تعلیمات اور احکامات تفصیل سے موجود ہیں کہ انسان کے عقائد اور نظریات کیا ہوں اور کیسے ہوں، عبادات اور معاملات کیسے اور کس طرح ہوں، معاشرت اور معاشیات کیسے اور کس طرح ہوں، نظام عدل و انصاف کیسا ہو، تمام برائیوں کا سدباب کیسے ہو، اس کے لئے حدود و قصاص اور تعزیرات کا نظام اس انداز سے بیان کیا گیا ہے کہ انگلی اٹھانے کی گنجائش نہیں، کج مزاج، کج فہم، ناقص العقل دنیا کے بندوں کی شکایت کا کوئی اعتبار نہیں۔

ان صفات کے حامل، کامل و مکمل عالمگیر مذہب کو چھوڑ کر پھر بھی اگر کوئی اپنے عقائد و نظریئے کے لئے، عبادات و معاملات کے لئے، اپنی معاشرت و معاشیات کے لئے کسی اور دین کی طرف دیکھے تو یہ اس کی بہت بڑی بدبختی ہے، ایسے بدبخت اور ایسے گمراہ اور منکر دین اور ناشکرے شخص کو اللہ تعالیٰ کیسے اور کیوں کر ہدایت دیں گے، کیسے اسے ایمان نصیب ہوگا، وہ اللہ کے عذاب سے کیسے بچے گا۔

حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ جَاءَ هُمُ الْبَيِّنَاتِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ ○ اُولٰئِكَ جَزَائُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○ خَالِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَاهُمْ يُنْظَرُوْنَ ○ اِلاَّ الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذَالِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (۲۷)

کیونکر راہِ حق کی ہدایت دے گا اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جو ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے اور بعد شہادت دینے اس کے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق ہیں اور ان کے پاس اس کے دلائل و براہین، اور بڑے ثبوت بھی آچکے ہیں، اللہ تو ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا، بلکہ ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر لعنت ہو اللہ کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی، سب کی، اور ہمیشہ ہمیشہ اسی لعنت

میں رہیں گے یعنی جہنم میں ان پر سے عذاب کو نہ ہلکا کیا جائے گا نہ انہیں عذاب سے کچھ فرصت ملے گی، ہاں جن لوگوں نے اس سے سچی توبہ کرلی اور اپنے حال کو درست کرلیا نیک کام کئے تو بے شک اللہ غفور رحیم ہے۔

غرض یہ کہ دین اسلام عالمگیر دین اور عالمگیر مذہب ہے، تمام انسانیت کے لئے ہے، یہی دین اسلام آخری دین ہے۔ اس دین کو قبول کرنا اس کو تسلیم کرکے اس کا اقرار کرنا اور ایمان لانا اس کے مطابق اپنے عقائد و نظریے کو درست کرنا، اپنی عبادات و معاملات و معاشرت اور معاشیات وغیرہ کے نظام کو اس کے مطابق ڈھالنا سب پر لازم اور فرض ہے۔ کوئی قوم یا کسی ملک مذہب والے اگر اس طرف دھیان نہیں دیتے تو یہ ان کی حماقت اور ان کی سخت بیوقوفی ہے بلکہ یہ ان کی طرف سے بہت بڑی زیادتی اور ظلم ہے، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا، ایسے لوگوں کو دنیا میں ڈھیل دی ہے جب وقت مقررہ آئے گا اللہ تعالیٰ ان پر دنیا میں پھر آخرت میں سخت مواخذہ کرے گا پھر ان کی کچھ حجت نہ ہوگی نہ کوئی ان کا مددگار ہوگا، اللہ تعالیٰ کے مواخذہ کے سامنے کون مدد کے لئے آسکتا ہے، یہ لوگ ذلیل ہوں گے، سزا کے مستحق ہوکر عذاب میں مبتلا ہوں گے اور ہمیشہ کے لئے جہنم کے عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

## بعثتِ نبوی ﷺ کا مقصد

دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانی ہدایت کا جو سلسلہ شروع کیا تھا اس کو مکمل شکل دیدے اور آسمانی ہدایات پر مبنی کتاب قرآن نازل فرما کر پوری امت محمدیہ کو تفصیلی ہدایات و تعلیمات سے آگاہ کرے۔ مختصراً مقاصد نبوت یہ ہیں:

۱۔ اولاً: کتاب یعنی قرآن کے الفاظ کی تصحیح و قرأت کی تعلیم دیں۔

۲۔ ثانیاً: قرآن کے معانی اور اس کی تفسیر و تشریح کی وضاحت کریں۔

۳۔ ثالثاً: اس سے جو احکام اور مسائل نکلتے ہیں ان کو بیان کریں۔

۴۔ رابعاً: اس میں جو اسرار و رموز بیان کئے گئے اور حِکَم و مصالح بیان ہوئی ہیں ان کو بیان کریں۔

۵۔ پھر کتاب کی روشنی میں امتِ محمدیہ ﷺ کی تربیت و تزکیہ کریں ان کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کر کے اسلام کے بنیادی عقائد پھر فرائض و ضروریات دین اور واجبات شرعیہ کو بتا کر انہیں ان چیزوں پر پابندی کرنے کی ترغیب و ترہیب بیان کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر عمل کرنے والوں کو بشارت سنائیں، عمل نہ کرنے والوں کو اللہ کی طرف سے ڈر سنائیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی یہی تعلیم کتاب کا کام جاری رکھا جائے، قیامت تک اس کی جدوجہد میں مسلمانوں کی ایک جماعت رہے۔

قرآن حکیم کے اندر اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کی بعثت کے ان مقاصد کو اور ان کاموں کی ذمہ داریوں کو متعدد آیات میں بیان فرمایا ہے۔

## دین محمدی ﷺ تمام انبیا علیہم السلام کا دین ہے

نیز یہ بات ذہن نشین رہے کہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم درحقیقت تمام انبیا علیہم السلام کے دین کا خلاصہ اور اس کا نچوڑ ہے۔ کیونکہ تمام انبیا علیہم السلام کے اصولی مسائل ایک ہی طرح کے ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ جو کہ خالقِ کائنات ہے وہ تمام جہانوں کا رب ہے، تمام انسانوں کا رب ہے اس پر ایمان لایا جائے۔

۲۔ جیسا کہ وہ سب کا رب ہے سب کا خالق و مالک ہے سب کا معبود بھی ہے۔ لہٰذا صرف اور صرف اسی کی عبادت کی جائے اسی کی بندگی کی جائے، کسی اور کی عبادت نہ کی جائے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ جیسا کہ اپنی ذات کے اعتبار سے یکتا ہے وہ اپنی صفات کے اعتبار سے بھی یکتا ہے، اس کے ساتھ دوسری کوئی چیز، کوئی مخلوق کسی چیز میں شریک نہیں، لہٰذا کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے۔

۴۔ دنیا کی زندگی آخرت کی تیاری کے لئے دی گئی ہے، اصل زندگی اور ہمیشہ کی زندگی آخرت ہے۔

۵۔ دنیا اور دنیا کی تمام اشیا فنا ہو جائیں گی، ساری انسانیت بھی دنیا سے ختم ہو جائے گی۔

۶۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد اسی کی عبادت اور اطاعت کی زندگی گزارے گا

وہ کامیاب اور فلاح پانے والا ہوگا اور جو کفر و نافرمانی کی زندگی گزارے گا وہ ناکام اور خسارے میں جائے گا۔

۷۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی ہدایات کے لئے جو انبیا اور کتابیں اور صحیفے بھیجے ہیں ان کا ماننا تمام انسانوں پر ضروری اور فرض ہے۔ اگر وہ تمام انبیا اور آسمانی کتابوں پر ایمان لاکر اپنے نبی کی اطاعت میں زندگی گزاریں گے وہ اللہ کے نزدیک جنتی ہیں ورنہ جہنمی ہیں۔

۸۔ جنت اور دوزخ حق ہیں، جنت کے انعامات بھی حق ہیں اسی طرح دوزخ بھی حق ہے اس کے اندر ہونے والا عذاب اور سزا بھی حق ہے۔

۹۔ دیگر آسمانی کتابوں کی طرح قرآن حکیم بھی اللہ کی کتاب ہے جس کا ماننا، اس پر ایمان لانا تمام امت محمدیہ خواہ امت دعوت ہو یا امت اجابت، سب پر لازم اور فرض ہے۔

۱۰۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیا اور رسولوں کی طرح اللہ کے نبی اور اس کے رسول ہیں مگر اور تمام نبیوں اور رسولوں کے سردار اور سب سے افضل ہیں۔

۱۱۔ آپ کی نبوت آخری نبوت ہے آپ کی کتاب آخری کتاب ہے اور آپ کا دین تمام ادیان کا نچوڑ اور خلاصہ ہے اور تمام ادیان کی تکمیلی اور قطعی شکل ہے۔ لہٰذا قیامت تک کے لئے تمام انسانوں کی نجات اسی دین کے ماننے اور اس کو تسلیم کرکے اس پر عمل کرنے میں ہے۔ ان اصولوں میں تمام انبیا اور رسولوں کا اتفاق اور اجماع ہے۔

باقی ہر نبی و رسول کے زمانے میں بعض فروعی تبدیلیاں ہوئیں اور ترمیم کا سلسلہ بھی رہا ہے اور عہد رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر بھی ابتدا میں بعض فروعی تبدیلی و ترمیمی صورتیں عبادات میں، معاملات میں، معاشرت میں، اخلاقیات میں پیش آتی رہیں مگر اخیر میں ۱۰ھ کو دین اسلام کی آخری اور حتمی شکل کا اعلان فرمادیا گیا کہ آج دین مکمل ہوگیا ہے قیامت تک کے لئے اس میں کسی قسم کی تبدیلی و ترمیم نہیں ہوگی تمام انسانوں کے لئے اس کا پڑھنا پڑھانا اس کی تعلیم و تعلم لازم اور فرض ہے اس کے معانی اور احکام کا جاننا اور ان کا ماننا ان پر ایمان لاکر ان کے ضروری احکام پر عمل کرنا بھی ضروری اور فرض ہے۔

کیونکہ اس کتاب کے ہر ہر حکم میں گزشتہ حالات، موجودہ حالات اور آئندہ آنے والے حالات کو پیش نظر رکھا گیا۔ اس کتاب، قرآن حکیم کے کسی حکم کی علت و حکمت یا اس کی مصلحت یا فلسفہ، اگر کسی فہم نارسا انسان کے سمجھ میں نہ بھی آئے، پھر بھی رب العالمین واحکم الحاکمین کا حکم

سمجھ کر تسلیم کر لینا ایمان ہے، فلاح و کامیابی کا راز اسی میں ہے، لیکن کسی کا انکار یا اعتراض یا اس پر تنقید کرنا کفر و الحاد ہے اور خالص گمراہی کا راستہ ہے۔

## بعثتِ محمدی ﷺ کے مقاصد کی دلیل قرآن کی روشنی میں

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں نے مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی جبکہ وہ خانہ کعبہ کی تعمیر فرما رہے تھے، دعا کے الفاظ کے معنی یہ ہیں۔

اے ہمارے رب ہماری طرف سے بنا کعبہ کو قبول فرما، بے شک تو دعا کو سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب ہم کو اپنے حکموں کا تابعدار بنا دے اور ہماری اولاد میں سے ایک جماعت ہمیشہ کے لئے اپنے حکموں کی تابعدار بنا دے اور بتلا ہم کو حج کے قاعدے اور احکام اور ہماری کوتاہیوں کو معاف کر دے، بے شک تو ہی معاف کرنے اور توبہ قبول کرنے والا ہے اور بڑا مہربان ہے۔

اے ہمارے پروردگار بھیج ان میں سے ایک ایسا رسول جو تیری کتاب کی آیتیں ان پر پڑھے اور سکھلا دے ان کو کتاب اور حکمت کی باتیں، اور پاک کرے ان کو بے شک تو ہی زبردست طاقتور اور بڑی حکمت والا ہے۔ (۲۸)

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں نے یہ بھی دعا کی تھی کہ اے رب ہمارے، آپ مکۃ المکرّمہ کو بَلَدِ اَمِیۡنَ یعنی امن کا شہر بنا دیں اور مکہ میں رہنے والوں کے لئے ہر طرف سے رزق مہیا کر دیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک جماعت مسلمہ کو اپنے حکموں کے تابعدار بنا دیں لیکن ان دعائیہ الفاظ اور آیات میں سے آخری آیت کے الفاظ میں بعثت محمدی اور مقاصد بعثت کو بیان کیا گیا ہے۔

چنانچہ آیت قرآنی کو ذرا ملاحظہ فرمایا جائے:

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلاً مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِكَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡكِتَابَ وَالۡحِكۡمَةَ وَیُزَكِّیۡهِمۡ ط اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ O (۲۹)

باتفاق صحابہ کرام وجملہ مفسرین آیت کے اندر جس رسول کے بارے میں دعا کی گئی ہے وہ محمد ابن عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کیونکہ اولاد اسماعیل میں آپ کے سوا اور کوئی

رسول نہیں بھیجا گیا لہٰذا اس آیت کے اندر رسول کا مصداق آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ خاتم النبیین اور خاتم الرسل ہیں، آپ کی شریعت آخری شریعت ہے، آپ کی بعثت کے جو مقاصد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بیان کئے تھے وہ آیت مذکورہ کے اندر بالکل واضح ہیں۔ تلاوت کتاب، تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ۔

حق جل شانہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعا کو من و عن قبولیت سے نوازا۔ چنانچہ انہیں مقاصد کے تحت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جیسا کہ قرآن کریم کی آیت ذیل اس کی تصدیق کرتی ہے:

**لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْبَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ط وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ ○ (۳۰)**

اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر جو بھیجا ان میں رسول، انہیں میں سے، جو پڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی، اور پاک کرتا ہے ان کو شرک وغیرہ گناہوں سے اور تعلیم دیتا ہے ان کو، اللہ کی کتاب کی، اور حکمت کی یعنی کام کی باتوں کی، اس سے قبل تو وہ صریح گمراہی میں تھے۔

تیسری جگہ آیت میں حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں:

**كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّالَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُوْنَ ○ (۳۱)**

جیسا کہ بھیجا ہم نے تم میں رسول تم ہی میں کا جو پڑھتا ہے تمہارے آگے کتاب کی آیتیں ہماری اور پاک کرتا ہے تم کو اور سکھلاتا ہے تم کو کتاب اور اس کے اسرار اور سکھاتا ہے تم کو وہ تمام باتیں جو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔

ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں پر اپنے احسانات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر اے ایمان والو! بڑا ہی احسان کیا ہے کہ تمہارے میں سے ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو کہ صاحب کتاب و حامل قرآن ہے اور وہ تم کو کتاب پڑھ کر سناتا ہے تاکہ تم بھی

انہیں کی طرح اس کو پڑھو، تلاوت کرو، تجوید و قرأت اور قواعد کے تحت، لہجے کے ساتھ قرآن پڑھو اور ہمیشہ تلاوت کرو، اور دوسروں کو بھی پڑھاؤ تاکہ تمہاری تعلیم کے بعد وہ بھی قرآن پڑھیں اور اس کی تلاوت کریں غرض الفاظ قرآن کی بھی اچھی طرح حفاظت ہو۔

اور رسول تم کو شرک سے کفر سے بلکہ تمام گناہوں اور برائیوں سے پاک کرتا ہے، ان کی تربیت سے ان کی صحبت سے تمہارا تزکیہ ہوتا ہے اور وہ رسول تمہارے ظاہر اور باطن دونوں کو پاک کرتا ہے اور وہ تم کو کتاب کے معانی و مطالب اور اس کے احکام و مسائل بھی بیان کرتا ہے جس سے تمہارے عقائد و نظریے کی اصلاح ہوتی ہے اور تمہاری عبادات (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ) بھی صحیح طریقے پر ادا ہو سکتی ہیں، تمہارے اخلاق تمہارے آدابِ معیشت اور آداب معاشرت سب درست ہو سکتے ہیں اور تمام جرائم کی سزا وغیرہ بیان کرتا ہے تاکہ اس کے ذریعے ان کا سدباب ہو سکے۔ غرض وہ تمام باتیں بتاتا ہے جنکی تمہیں ضرورت ہے لیکن تم اس سے قبل نہیں جانتے تھے۔

چوتھی جگہ پر حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ ○ (۳۲)

اللہ (جو جامع صفات و کمالات ہے) اسی نے اٹھایا ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں کا، جو پڑھ کر سناتا ہے اس کی آیتیں اور ان کو سنوارتا ہے اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور حکمت کی باتیں اور اس سے پہلے وہ پڑے ہوئے تھے صریح بھول میں۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں پر اپنے احسان عظیم کا بیان فرمایا ہے کہ انہیں میں سے ایک عظیم رسول بھیجا جو کہ تمام نبیوں کے سردار ہیں اور ان کو ایک کتاب دی کہ جس میں تمام اقوام عالم کی ہدایات و تعلیمات کا سامان موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بتادیا ہے کہ ہم نے عہد سابق کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد خاتم الانبیاوالمرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانیت کی ہدایت کے واسطے آخری رسول بنا کر بھیجا ہے اور ان کے ساتھ ایک کتابِ عظیم الشان (قرآن حکیم) کو نازل فرمایا ہے۔ اس کتابِ عظیم الشان میں امت محمدیہ ﷺ کی ضروریات کے واسطے ہر قسم کی

تعلیمات موجود ہیں اب تمام اقوام عالم کے لئے ضروری اور لازم ہے کہ اس نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں، ان کی لائی ہوئی کتاب کو اللہ کی کتاب تسلیم کریں، ان کی تعلیمات کو قبول کریں، ان کی اطاعت اور تابعداری میں اپنے عقائد و نظریات کی اصلاح کریں، جملہ عقائد و نظریات باطلہ سے توبہ کر کے قرآنی تعلیمات و ہدایات کے مطابق عقائد و نظریات بنائیں اور اس سے قبل جتنے برے اعمال و افعال کرتے تھے اس سے توبہ و رجوع کر کے قرآنی تعلیمات و ہدایات کے مطابق اپنے اعمال و افعال کی اصلاح کریں۔

صرف اللہ کی عبادت کریں سب دیگر معبودوں کی عبادات چھوڑ دیں۔ اپنی باطل اور فاسد طرز کی معیشت و معاشرت کو چھوڑ کر قرآنی تعلیمات و ہدایات کے تحت اسلامی معیشت و معاشرت کو اختیار کریں۔ تمام اقوام کے آداب و اخلاق کو خیرباد کہہ کر قرآن و حدیث کے مطابق، تعلیماتِ رسول ﷺ کے مطابق، اخلاق، آداب کو اختیار کریں۔ اپنے نظامِ حکومت کو بھی تعلیماتِ رسول ﷺ کے مطابق بنائیں اور نظام معیشت اور نظام معاشرت کو بھی نبی کے فرمان کے مطابق بنائیں۔ غرض پیدائش سے لے کر وفات تک کے جملہ امور تعلیماتِ رسول کے مطابق انجام دیں۔

جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کر کے قرآنی ہدایات اور آپ کی تعلیمات کے تحت آپ ہی کی تابعداری اور اطاعت میں زندگی گزاریں گے وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہیں وہ جنت میں جانے والے ہیں، ہمیشہ ہمیشہ آرام اور راحت اور نعمتوں میں رہیں گے اور جو انکار کریں گے وہ دنیا و آخرت میں خسارے میں ہوں گے، وہ جہنم میں جائیں گے۔ اور ہمیشہ ہمیشہ عذاب الٰہی میں مبتلا رہیں گے کبھی بھی وہاں سے نہیں نکلیں گے۔

## نبی پاک ﷺ کا امت پر قرآن تلاوت کر کے سنانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقاصد نبوت میں سے پہلا مقصد ''تلاوت قرآن'' کو کیسے ادا کیا، اس کی وضاحت یہ ہے کہ نص قرآنی اور روایات سے ثابت ہے کہ ''قرآن کریم'' وقفے وقفے سے نازل ہوا ہے اور حالات و واقعات کے تحت پورے تئیس سال کی مدت میں نازل ہوا ہے جب بھی کوئی سورت یا آیات نازل ہوتیں شروع شروع میں آپ اسے یاد کرنے کی کوشش فرماتے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ آپ خاموش رہیں زبان کو نہ ہلائیں تاکہ قرآن کو یاد کریں کیونکہ میں

خود ہی قرآن کو آپ کے دل میں محفوظ کردوں گا اور جس طرح نازل ہوتا ہے اسی طرح آپ کو پڑھوا بھی دوں گا پھر اس کے بیان کرنے کی طاقت دوں گا۔ اس حکم کے بعد آپ کو قرآن یاد ہو جاتا تھا اور وحی کے بعد آپ صحابہؓ کرامؓ کو سناتے اور بغرضِ حفاظت بذریعہ کاتبانِ وحی (مخصوص صحابہؓ کرام رضوان اللہ علیہم کے) نازل شدہ سورت یا آیات کو لکھوا لیتے تھے اس کے بعد آپ صحابہؓ کرامؓ کو اسے تلاوت کر کے سناتے پھر سورت یا آیات سے جو احکام و مسائل متعلقہ ہوتے ان کو بیان فرماتے۔

چنانچہ سورۃ الانعام میں مذکور ہے:

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلاَّ تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّلاَ تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّا هُمْ وَلاَ تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَمِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوْا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلاَّ بِالْحَقِّ ذَالِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلاَّ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَاَوْفُوْا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ لَا تُكَلِّفُ نَفْسًا اِلاَّ وُسْعَهَا وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْكَانَ ذَا قُرْبٰى وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ذَالِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا لسُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذَالِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (۳۳)

جس کا مفہوم یہ ہے: آپ ان سے کہئے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناتا ہوں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے وہ چیزیں یہ ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ، پس اس کے ساتھ شریک ٹھہرانا حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ ماں باپ کے ساتھ احسان کیا کرو، پس ان کے ساتھ بدسلوکی کرنا حرام ہے۔ تیسرے یہ کہ اپنی اولاد کو افلاس کے سبب جیسا کہ جاہلیت میں غالب عادت تھی قتل مت کیا کرو یہ بھی حرام ہے کیونکہ ہم تم کو اور ان کو (دونوں کو) رزق مقدر دیں گے وہ تمہارے رزق مقدر میں شریک نہیں ہے پھر ان کو کیوں قتل کرتے ہو، لہٰذا ان کو قتل مت کیا کرو، یہ حرام کام ہے اور چوتھے یہ کہ بے حیائی یعنی بدکاری کے جتنے طریقے ہیں ان

کے پاس بھی مت جاؤ کیونکہ بدکاری اور بے حیائی بھی حرام ہے خواہ علانیہ ہو خواہ پوشیدہ طریقے پر اور پانچواں یہ کہ جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو مگر حق شرعی کی بنا پر مثلاً قصاص میں یا زنا کی سزا رجم میں اور سنگسار کرنے وغیرہ میں۔ ان سب امور کے بارے میں اللہ تعالیٰ تم کو تاکیدی حکم دیتا ہے تاکہ تم ان کو سمجھو اور ان کو یاد کرکے ان پر عمل کرو کیونکہ ان کی خلاف ورزی حرام ہے۔ چھٹے یہ کہ یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ یعنی اس میں تصرف کرنے کی سعی مت کرو مگر اس طریقے پر کہ تمہارے لئے شریعت نے اجازت دی ہو، مثلاً یتیم کے مال کو اس کے فائدے اور نفع کے لئے چالو کاروبار میں لگادو، اس کی حفاظت کرو یہاں تک کہ وہ سنِ بلوغ کو پہنچ جائے۔ ساتویں یہ کہ ناپ تول پورا پورا کیا کرو اس میں بالکل کمی نہ کرو بالکل انصاف سے ناپو اور تولو۔ کیونکہ ناپ تول میں کمی و زیادتی کرنا ناجائز و حرام ہے۔ یہ احکام ایسے ہیں کہ ان پر عمل کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہے ہم تو کسی کو اس کے امکان سے باہر احکام کی تکلیف نہیں دیتے تو ان میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔ آٹھویں یہ کہ جب تم فیصلہ یا شہادت وغیرہ سے متعلق بات کرو تو اس میں عدل و انصاف کا خیال رکھا کرو اگرچہ وہ شخص تمہارے عزیزوں میں سے ہو پس تم اس وجہ سے خلافِ عدل و انصاف فیصلہ نہ کرو اور نہ شہادت دو کہ وہ تمہارا عزیز ہے، نویں یہ کہ اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا جیسی قسم کھالی یا نذر مان لی، یا معاملات میں ادائے حقوق میں کسی کو وقت دیا ہے تو اس کو پورا کرو کیونکہ وعدے اور عہد کا پورا کرنا واجب ہے اس کی خلاف ورزی حرام ہے ان سب باتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم یاد رکھو اور اس پر عمل کرو اس کی خلاف ورزی نہ کرو یہ سب ہمارے راستے کے احکام ہیں ان پر عمل کرنے اور ان جیسے دوسرے احکامِ اسلام پر عمل کرنے سے ہمارا راستہ تم کو مل جائے گا اور یہ بالکل میرا سیدھا راستہ ہے لہٰذا تم لوگ اسی راستے پر چلا کرو، ادھر ادھر دوسرے راستوں کی طرف مت چلا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم کو وہ جدا کر دیں اللہ کے راستے سے، یہ حکم دیا ہے اللہ نے تم کو تاکہ تم احتیاط کرو اور غلط راستے سے بچو۔

دیکھئے اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیات کس انداز سے نازل فرمائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لوگوں کو کس طرح تلاوت کرکے پڑھ کر سنایا ہے۔ اور ان آیات میں جو احکام اور مسائل بیان کئے گئے ہیں وہ کیسے اہم اور ضروری مسائل ہیں۔ غرض یہ کہ تمام قرآنی آیات کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ جبرائیلؑ تلاوت کرکے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے صحابہؓ کرام کو پڑھ کر سنایا۔ وحی اور علوم وحی کو آپ نے اپنے کسب اور محنت سے

حاصل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و فضل سے عطا فرمایا تھا۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ط اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ط ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ط (۳۴)

آپ وحی کو حاصل کرنے اور اسے یاد کرنے کی نیت سے زبان کو حرکت نہ دیں اس کی ضرورت نہیں کیونکہ میں تمام قرآن کو آپ کے سینے میں خود جمع اور محفوظ کردوں گا اور اس کو بیان کروادوں گا یہ بھی میری ذمہ داری ہے۔ یہاں جو وحی اللہ نے بھیجی ہے اس کو اٹھانے اور امت تک پہنچانے میں آپ نے محنت کی اور مجاہدے کئے۔

حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

تِلْكَ آيَاتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ O (۳۵)

یہ آیات ہیں (اللہ کے کلام کی) ہم تجھ کو پڑھ کر سناتے ہیں ٹھیک ٹھیک اور تو بے شک ہمارے رسولوں میں سے ہے۔

سورۂ آل عمران میں فرماتے ہیں:

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ O (۳۶)

یہ آیات آپ کو پڑھ کر سناتے ہیں اور تحقیقی بیان بھی۔

سورۂ عنکبوت میں ہے:

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ O (۳۷)

تو پڑھ جو اتری تیری طرف کتاب اور قائم رکھ نماز، بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بری بات سے اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔

غرض اللہ تعالیٰ نے بذریعہ حضرت جبرائیلؑ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سنایا اور یاد

کرادیا، پھر امت کو تلاوت کر کے سنانے اور انہیں بیان کرنے کا حکم دیا اور آپ نے ایسا ہی کیا اور اپنی نبوت ورسالت کا پورا پورا حق ادا کیا، مگر ماننے والوں نے مانا اور بیشمار لوگوں نے انکار کیا۔

سورۂ آل عمران میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں: اللہ کے کلام اور قرآنی آیات کا تم کیوں اور کس طرح انکار کرتے ہو جبکہ میرے رسول تم کو آیات پڑھ کر سناتے ہیں۔

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِىَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ O (۳۸)

اور تم کس طرح کفر کرتے ہو حالانکہ تم پر پڑھی جاتی ہیں آیتیں اللہ کی اور تم میں اس کا رسول ہے اور جو کوئی مضبوط پکڑے اللہ کو تو اس کو ہدایت ہوئی سیدھے راستے کی۔

ان سب آیات کے اندر تلاوت کا ذکر ہے۔ اللہ نے تلاوت کر کے اپنے رسول کو سنایا اور رسول کو حکم ہوا کہ آپ لوگوں کو پڑھ کر سنائیں تاکہ وہ ان آیات پر ایمان لائیں۔ ان کو قرآن کی آیات اور احکام کا علم ہو اس کے معانی و مفہوم کا علم ہو اس کے مسائل کا علم ہو، تاکہ وہ اس کے مطابق عمل کر سکیں۔ (جاری ہے)

## حواشیہ و حوالہ جات


۱۔ سورۂ روم، آیت ۸،
۲۔ سورۂ حجر، آیت ۸۵
۳۔ سورۂ ص، آیت ۲۸
۴۔ سورۂ مومنون، آیت ۱۱۵
۵۔ سورۂ بقرہ، آیت ۲۹
۶۔ سورۂ جاثیہ، آیت ۱۳
۷۔ سورۂ ذاریات، آیت ۵۶
۸۔ سورۂ ہود، آیت ۲۸
۹۔ سورۂ جاثیہ، آیت ۲۲
۱۰۔ سورۂ یونس، آیت ۴
۱۱۔ سورۂ تغابن، آیت ۲
۱۲۔ سورۂ تغابن، آیت ۹۔۱۰
۱۳۔ سورۂ بقرہ، آیت ۳۸۔۳۹
۱۴۔ سورۂ نوح، آیت ۱تا۴
۱۵۔ سورۂ اعراف، آیت ۶۴
۱۶۔ سورۂ اعراف، آیت ۶۵ تا ۶۸
۱۷۔ سورۂ الحاقہ، آیت ۶ تا ۸
۱۸۔ سورۂ اعراف، آیت ۹۴

۱۹۔ سورۂ اعراف، آیت ۹۵
۲۰۔ سورۂ اعراف، آیت ۱۰۳
۲۱۔ سورۂ قصص، آیت ۴۵
۲۲۔ سورۂ النحل، آیت ۵۳
۲۳۔ سورۂ النحل، آیت ۱۸
۲۴۔ سورۂ رحمٰن، آیت ۱ تا ۴
۲۵۔ سورۂ المائدہ، آیت ۳
۲۶۔ سورۂ ال عمران، آیت ۸۵
۲۷۔ سورۂ ال عمران، آیت ۸۶ تا ۸۹
۲۸۔ سورۂ بقرہ، آیت ۱۲۷ تا ۱۲۹
۲۹۔ سورۂ بقرہ، آیت ۱۲۹
۳۰۔ سورۂ ال عمران، آیت ۱۶۴
۳۱۔ سورۂ بقرہ، آیت ۱۵۱
۳۲۔ سورۂ جمعہ، آیت ۲
۳۳۔ سورۂ الانعام، آیات ۱۵۲ تا ۱۵۴
۳۴۔ سورۂ قیامہ، آیات ۱۶ تا ۱۹
۳۵۔ سورۂ بقرہ، آیت ۲۵۲
۳۶۔ سورۂ ال عمران، آیت ۵۸
۳۷۔ سورۂ عنکبوت، آیت ۴۵
۳۸۔ سورۂ ال عمران، آیت ۱۰۱،


قرطاس

ادارہ تصنیف و تالیف و ترجمہ کی دو اہم مطبوعات

اسلامی تاریخ کا اہم مآخذ

**المعارف** اردو ترجمہ

ابن قتیبہ (۲۱۳ھ/۲۷۶ھ)

صفحات ۵۳۶، قیمت ۳۵۰/روپے،

**مطالعۂ تہذیب** حصہ اوّل،

نگار سجاد ظہیر

صفحات ۲۷۲، قیمت ۱۲۵/روپے،

قرطاس، ۶۸ سی، اسٹاف ٹاؤن کراچی یونیورسٹی